النسخ فی القرآن (۲)

تعریف' اقسام اور منسوخ آیات

کے بارے میں مروی روایات کی استنادی حیثیت

حافظ نذیر احمد ہاشمی

ناسخ و منسوخ کے اعتبار سے قرآن کی سورتوں کی تقسیم

ناسخ و منسوخ کی موجودگی و عدم موجودگی کے لحاظ سے قرآن مجید کی سورتوں کی چار قسمیں ہیں:

۱) وہ سورتیں جن میں نہ ناسخ آیت ہے اور نہ منسوخ آیت۔ اور یہ تینتالیس (۴۳) سورتیں ہیں: الفاتحہ' یوسف' یٰسین' الحجرات' الرحمٰن' الحدید' الصف' الجمعۃ' التحریم' الملک' الحاقۃ' نوح' الجن' المرسلات' النبأ' النازعات' الانفطار' المطففین' الانشقاق' البروج' الفجر' البلد' الشمس' اللیل' الضحیٰ' الانشراح' القلم' القدر' البینۃ' الزلزال' العادیات' القارعۃ' التکاثر' الھمزۃ' الفیل' قریش' الماعون' الکوثر' النصر' اللھب' الاخلاص' الفلق' الناس۔

۲) دوسری قسم کی سورتیں وہ ہیں جن میں ناسخ آیت موجود ہے لیکن منسوخ نہیں ہے۔ اور یہ کل چھ ہیں: الفتح' الحشر' المنافقون' التغابن' الطلاق' الاعلیٰ۔

۳) تیسری قسم کی سورتیں وہ ہیں جن میں صرف منسوخ موجود ہے ناسخ نہیں ہے۔ اور وہ چالیس ہیں: الانعام' الاعراف' یونس' ھود' الرعد' الحجر' النحل' بنی اسرائیل' الکھف' طٰہٰ' المومنون' النمل' القصص' العنکبوت' الروم' لقمان' السجدۃ' الملائکۃ' الصافات' صٓ

الزمر، فصلت (حم السجدة)، الزخرف، الدخان، الجاثیہ، الاحقاف، سورۂ محمد (ﷺ)، قٓ، النجم، القمر، الرحمٰن، المعارج، المدثر، القیامۃ، الانسان (الدہر)، عبس، الطارق، الغاشیہ، التین، الکافرون۔

۴) چوتھی قسم کی سورتیں وہ ہیں جن میں ناسخ و منسوخ دونوں موجود ہیں اور یہ اکتیس سورتیں ہیں: البقرۃ، آل عمران، النساء، المائدہ، الاعراف، الانفال، التوبۃ، ابراہیم، النحل، مریم، طٰـہٰ، الانبیاء، الحج، المؤمنون، النور، الفرقان، الشعراء، الاحزاب، سبا، المؤمن، الشوریٰ، القتال (محمد ﷺ)، الذاریات، الطور، الواقعۃ، المجادلۃ، الممتحنۃ، المزمل، المدثر، التکویر، العصر (۳۰)

زمانہ نسخ کے اعتبار سے منسوخ کی اقسام

زمانہ نسخ کے اعتبار سے منسوخ کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ نسخ ہے کہ مامور بہ کا نسخ اس کی بجا آوری سے قبل کر دیا جائے، اور یہی حقیقی نسخ ہے۔ مثلاً نمازوں کی تعداد پچاس سے پانچ ہونا، یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم تعمیل سے قبل منسوخ کر دیا گیا وغیرہ۔

دوسرا نسخ وہ منسوخ حکم ہے جو کہ ہم (امت مسلمہ) سے قبل کی امتوں پر نافذ اور مشروع تھا۔ اس کی مثال مشروعیت قصاص و دیت کی آیت۔

تیسرا نسخ وہ ہے جس میں کسی سبب کی بناء پر کوئی حکم دیا گیا، بعد میں وہ سبب زائل ہو گیا تو وہ حکم بھی زوالِ سبب کی وجہ سے منسوخ ہو گیا۔

نسخ کی ان اقسام کو بیان کرتے ہوئے علامہ زرکشی ''البرہان'' میں لکھتے ہیں:

قسم بعضهم النسخ الى ثلاثة اضرب، الاوّل : نسخ المامور به قبل امتثاله وهذا الضرب هو النسخ على الحقيقة، كامر الخليل بذبح ولده وكقوله تعالىٰ : ﴿إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰكُمْ

(۳۰) البرهان فی علوم القرآن، جلد ۲، ص ۳۳-۳۴۔ الاتقان فی علوم القرآن، جلد ۲، ص ۲۶

صَدَقَةً﴾ ثم نسخه سبحانه بقوله : ﴿ءَ اَشْفَقْتُمْ ...... ﴾ الثّاني : ويسمى نسخا تجوزاً وهو ما اوجبه اللّٰه على من قبلنا كحتم القصاص ولذٰلك قال عقب تشريع الدية : ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ وكذٰلك ما امرنا اللّٰه به امرًا اجماليا ثم نسخ ' كنسخه التوجه الى بيت المقدس بالكعبة ...... الثالث : ما امر به بسبب ثم يزول السبب كالامر حين الضعف والقلة بالصبر وبالمغفرة للذين يرجون لقاء اللّٰه ونحوه من عدم ايجاب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر ...... ثم نسخه ايجاب ذلك وهذا ليس بنسخ فى الحقيقة وانما هو نسأ كما قال تعالى ﴿اَوْ نُنْسِهَا﴾ فالمنسا هو الامر بالقتال ' الى ان يقوى المسلمون' وفى حال الضعف يكون الحكم وجوب الصبر على الاذىٰ (۳۱)

''بعض علماء نے نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں: (۱) وہ نسخ کہ جس میں مامور بہ کا نسخ اس کی بجا آوری سے قبل کر دیا گیا ہو۔ حقیقتاً نسخ بھی یہی ہے۔ جیسے ابراہیمؑ کو اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کا حکم اور آیت نجویٰ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد 'جب تم اللہ کے رسول سے سرگوشی کرنا چاہو تو اس سے پہلے صدقہ کر لیا کرو' یہ حکم آیت ﴿ءَ اَشْفَقْتُمْ ...... ﴾ سے منسوخ ہو گیا۔ (۲) وہ منسوخ حکم جو ہم سے قبل کی امتوں پر نافذ اور مشروع تھا' مثلاً دیت کی مشروعیت' اور اسی لئے دیت کی مشروعیت کے بعد فرمایا: ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ اور اسی طرح ہر وہ حکم جس کا حکم ہمیں اجمالی طور پر اس نے کیا تھا اور پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا' جیسے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے حکم کو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے حکم سے منسوخ کر دیا گیا۔ اور اس دوسری قسم کو نسخ مجازی طور پر کہتے ہیں۔ (۳) وہ حکم کہ جو سبب کی وجہ سے مشروع ہوا تھا اور پھر بعد میں وہ سبب زائل ہو گیا' جس طرح کہ مسلمانوں کو قلت اور کمزوری کے وقت صبر اور درگزر سے کام لے کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا' مگر بعد میں وہ سبب زائل ہو گیا تو اس (صبر و

(۳۱) البرهان فى علوم القرآن' ج ۲' ص ۴۱' ۴۲. الاتقان فى علوم القرآن' ج ۲' ص ۲۵

درگزر وغیرہ) کے وجوب کو منسوخ کر دیا گیا۔ یہ نسخ درحقیقت نسخ نہیں ہے' بلکہ نسأ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَوْ نُنْسِهَا﴾ تو مسلمانوں کی تقویت تک قتال کے حکم کو مؤخر کر دیا گیا اور حالت ضعف میں حکم وجوب صبر علی الاذی ہے''۔

نسخ کی مذکورہ بالا اقسام ثلاثہ میں سے قسم اوّل کے بارے میں امام قرطبی فرماتے ہیں:

والحذاق على جواز نسخ الحكم قبل فعله وهو موجود في قصة الذبيح' وفي فرض خمسين صلوة قبل فعلها بخمس ......(۳۲)

''ماہرین علم بجا آوری سے قبل ہی کسی حکم کے منسوخ ہونے کے جواز کے قائل ہیں۔ مثلاً اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا حکم تعمیل سے قبل ہی منسوخ کر دیا گیا۔ اسی طرح (معراج کے موقع پر) پچاس نمازوں کی فرضیت تعمیل سے قبل ہی پانچ نمازوں کے عوض منسوخ کر دی گئی......''

بعض علماء کی رائے ہے کہ ناسخ حکم منسوخ سے نرم ہونا چاہیے۔ چنانچہ ان کا قول ہے کہ ''لا يجوز نسخ الشيء الى ما هو اثقل منه'' یہ علماء دلیل میں اسی آیت نسخ ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ کو پیش فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ﴿نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ ہم جو ناسخ لاتے ہیں وہ منسوخ سے بہتر ہوتا ہے اور یہ تو ظاہر بات ہے کہ ناسخ اگر منسوخ سے اخف ہوگا تب ہی وہ ﴿نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا﴾ کا مصداق بنے گا' کیونکہ اثقل کی صورت میں وہ نہ منسوخ سے بہتر ہوگا اور نہ اس کے مانند۔

امام فخر الدین رازی نے ان علماء کا مسلک اور ان کے شبہات کے جواب میں لکھا ہے:

قال قوم: لا يجوز نسخ الشيء الى ما هو اثقل منه واحتجوا بان قوله تعالىٰ: ﴿نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ ينا في كونه اثقل' لان الاثقل لا يكون خيراً منه ولا مثله. والجواب: ثم لا يجوز ان يكون المراد بالخير ما يكون اكثر ثواباً في الآخرة ثم ان الذي يدل على وقوعه ان

---

۳۲) الجامع لاحكام القرآن' ج۲' ص ۶۶

الـلّٰه سبحانه وتعالٰی نسخ فی حق الزناة الحبس فی البیوت الی الجلد والرجم، ونسخ صوم عاشوراء بصوم رمضان، وکانت الصلاةُ رکعتین عـنـد قوم فنسخت باربع فی الحضر اذا عرفت هذا فنقول : اما نسخ الشـیء الـی الاثـقـل فـقـد وقـع فی الصور المذکورة واما نسخه الی الاخف فکنسخ العدة من حول الی اربعة اشهر وعشر، وکنسخ صلاة الـلیـل الـی التـخـییر فیها، واما نسخ الشیء الی المثل فکالتحویل من بیت المقدس الی الکعبة(۳۴)

''بعض علماء کا کہنا ہے کہ کسی حکم کا نسخ ثقیل کی طرف جائز نہیں ہے۔ اور انہوں نے دلیل میں آیت ﴿نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ کو پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ناسخ کا اثقل ہونا اس آیت کے منافی ہے، کیونکہ اثقل حکم حکمِ منسوخ سے نہ بہتر ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے مانند۔ جواب: آیت کریمہ میں خیر اور مثل سے مراد آخرت میں ثواب کے لحاظ سے ناسخ کا بہتر اور اکثر ہونا مراد ہے، کیونکہ خفیف احکام کو منسوخ کر کے ان کی جگہ اثقل احکام کے نزول کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً زانی کے حق میں حبس فی البیت کے حکم کو منسوخ کر کے کوڑوں اور رجم کے حکم کا نزول، عاشوراء کے روزوں کا حکم منسوخ کر کے رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم۔ آغاز میں نماز دو رکعت تھی (بعض علماء کے نزدیک) اور پھر حالت سفر میں ان دو رکعتوں کا چار رکعت میں بدل جانا۔ جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا صورتوں میں خفیف احکام منسوخ ہو کر ان کی جگہ ثقیل احکام نازل ہوئے ہیں، بلکہ اس کے برعکس بھی ہوا ہے، یعنی ثقیل احکام کا خفیف احکام میں بھی نسخ ہوا ہے۔ مثلاً سال بھر کی عدت کا حکم منسوخ ہو گیا اور اس کی جگہ چار ماہ دس دن کا حکم نازل ہوا۔ اسی طرح صلاۃ اللیل کا لازمی حکم تخییر میں بدل گیا اور نسخ الشـیء الـی المثل کی مثال بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے میں تبدیل ہو گیا''۔

---

۳۴) التفسیـر الـکبیر للامام فخر الدین رازی، جلد ۲، ص ۲۴۱ ۔ مطبوعه دار احیاء التراث العربی، بیروت سن ۱۴۲۵ھ/۱۹۹۹ء

خلاصہ یہ کہ آیت ﴿نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا﴾ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ناسخ منسوخ سے لازماً خفیف ہوگا' کیونکہ مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہو چکا ہے کہ نسخ کبھی اخف سے اُثقل کی طرف اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے' بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ناسخ حکم کی تعمیل اُخروی ثواب کے لحاظ سے منسوخ حکم کی نسبت زیادہ ہوگی۔ بالفاظِ دیگر ناسخ حکم کی بجا آوری پر ملنے والا اخروی ثواب اس سے کہیں زیادہ ہوگا جو منسوخ کی تعمیل پر آخرت میں متوقع تھا۔

اور امام قرطبی اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر ناسخ منسوخ کی نسبت اخف ہو تو ''بِخَیْرٍ'' کا معنی ہوگا ''نَاْتِ بانفع لکم ایھا الناس فی عاجل'' اور اگر ناسخ منسوخ کی نسبت اُثقل ہوگا تو معنی ہوگا ''نَاْتِ بانفع لکم ایھا الناس فی آجل''(۳۴)

ایک اور مقام پر امام موصوف امام رازی کی تائید میں لکھتے ہیں:

قال علماء نا رحمھم اللّٰہ تعالٰی جائز نسخ الاثقل الی الاخف ' کنسخ الثبوت لعشرۃ بالثبوت لاثنین ' ویجوز نسخ الاخف الی الاثقل' کنسخ یوم عاشوراء والایام المعدودۃ برمضان ......(۳۵)

''ہمارے علماء (رحمہم اللہ) کا کہنا ہے کہ اُثقل کا اخف میں نسخ جائز ہے۔ مثلاً دس (کفار) کے مقابلہ میں ثابت قدمی دکھانے کا حکم منسوخ ہو گیا دو کے مقابلہ میں ثابت قدم دکھانے سے۔ اس طرح اخف کا اُثقل میں نسخ بھی جائز ہے۔ جیسے عاشوراء اور ایامِ معدودہ کے روزوں کی فرضیت کا حکم منسوخ ہو گیا رمضان کے روزوں کی وجہ سے''۔

﴿نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ کے تحت علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں بڑی نفیس اور عمدہ بحث کی ہے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم یہاں ضرور اس کا تذکرہ کرتے۔

---

۳۴) الجامع لاحکام القرآن' ج ۲' ص ۶۸

۳۵) الجامع لاحکام القرآن' ج ۲' ص ۶۵

قرآن میں واقع نسخ کی اقسام

قرآن میں نسخ کی تین قسمیں ہیں:

۱) وہ نسخ کہ جس میں آیت کی تلاوت اوراس کا حکم دونوں معاً منسوخ ہو گئے ہیں۔

۲) حکم منسوخ ہوگیا ہے مگر آیت کی تلاوت باقی ہے۔

۳) آیت کریمہ کی تلاوت منسوخ اوراس کا حکم باقی ہے۔

نسخ کی انہی اقسامِ ثلاثہ کا ذکر تقریباً تمام مفسرین نے کیا ہے۔ چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے:

المنسوخ اما ان یکون ھو الحکم فقط او التلاوۃ فقط اوھما معًا[۳۶]

''منسوخ یا تو صرف حکم ہوگا' یا صرف اس کی تلاوت ہوگی یا تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں گے''۔

علامہ زرکشی نے بھی ''البرہان'' میں ان ہی اقسام کا ذکر کیا ہے۔ اور علامہ سیوطی نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں ان ہی تین اقسامِ نسخ کا بالتفصیل تذکرہ کیا ہے۔[۳۷]

نسخ کی وہ قسم جس میں آیت کریمہ کی تلاوت اوراس کا حکم دونوں منسوخ ہو گئے ہوں' اس کی مثال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جو امام مسلم نے ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"کان مما أُنزل عشر رضعاتٍ معلوماتٍ فنسخن بخمس معلوماتٍ ' فتوفی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی مما یقرأ من القرآن"

مندرجہ بالا روایت میں 'عشر رضعاتٍ معلوماتٍ ' کے الفاظ منسوخ التلاوۃ والحکم ہیں' جبکہ 'بخمس معلومات'' کے الفاظ منسوخ التلاوۃ دون الحکم ہیں۔

---

۳۶) التفسیر الکبیر ' ج ۱' ص ۶۴۵

۳۷) البرھان فی علوم القرآن' ج ۲' ص ۳۵ وما بعد الاتقان فی علوم القرآن' ج ۲' ص ۲۶ وما بعد

مندرجہ بالا روایت میں الفاظ "وھی مما یقرأ من القرآن ......" سے بظاہر تلاوت کا رسول اللہ ﷺ کی وفات تک باقی رہنا معلوم ہوتا ہے جبکہ صورت واقعہ اس کے برعکس تھی۔ اس اعتراض کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ "تُـوُفّـــی" سے مراد رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں بلکہ اس کا معنیٰ ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کا وقت قریب آ گیا تھا' یا یہ کہ تلاوت بھی منسوخ ہو گئی تھی مگر سب لوگوں کو یہ بات حضور ﷺ کے بعد ہی معلوم ہو سکی' اس لئے آپ کی وفات کے وقت کچھ لوگ اس منسوخ قرآن کو نادانستگی سے پڑھتے بھی تھے۔ (۳۸)

دوسری مثال وہ روایت ہے جو تفسیر قرطبی میں بایں اسناد و الفاظ مروی ہے:
ذکر الانباری حدثنا ابی حدثنا نصر بن داؤد ......عن ابن شهاب قال : حدثنی ابو امامة بن سهل بن حنيف في مجلس سعيد بن المسيب ان رجلاً قام من الليل ليقرء سورة من القرآن فلم يقدر على شیء منها وقام آخر فلم يقدر على شیء منها وقام آخر فلم يقدر على شیء منها فغدوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال احدهم : قمتُ الليلة يا رسول الله لاقرء سورة من القرآن فلم اقدر على شیء منها ' فقام الآخر فقال : وانا والله كذلك يارسول الله ' فقام الآخر فقال : وانا والله كذلك يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : انها مما نسخ الله البارحة (۳۹)

"ابن الانباری نے بیان کیا ہے کہ مجھے اپنے باپ نے' ان کو نصر بن داؤد نے ......ابن شہاب سے' ابن شہاب کہتا ہے کہ مجھے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے سعید بن المسیب کی مجلس میں یہ حدیث سنائی کہ ایک شخص رات کو اٹھ کر (تہجد میں) قرآن مجید کی ایک سورت کی تلاوت کرنے لگا تو اسے اس سورت کا ایک حرف تک یاد نہ آیا۔ ایک دوسرا شخص اٹھا تو اس کو بھی اس سورت کا ایک حرف تک یاد نہ آیا۔ ایک تیسرا شخص اٹھا تو اس کے ساتھ بھی یہی صورتِ حال پیش آئی۔ لہٰذا تینوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ان میں سے ایک نے

۳۸) البرهان' ج۲' ص۳۹. الاتقان' ج۲' ص۲۔ نیز دیکھئے الجامع لاحکام القرآن' ج۲' ص۶۶

۳۹) الجامع لاحکام القرآن' ج۲' ص۶۳

کہا: یارسول اللہ! میں رات کو اٹھا اور (تہجد میں) قرآن مجید کی فلاں سورت پڑھنے کی کوشش کی، لیکن مجھے اس کا ایک حرف بھی یاد نہ رہا۔ دوسرے نے کہا: یارسول اللہ! میرے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا۔ تیسرے نے کہا: یارسول اللہؐ! میرے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ آپؐ نے فرمایا: وہ سورۃ رات کو منسوخ ہو گئی (دلوں سے محو کر دی گئی)''۔

تیسری مثال طبرانی کی روایت ہے جو معجم کبیر میں انہوں نے ابن عمرؓ سے نقل کی ہے۔

قرأ رجلان سورة اقرء هما رسول الله صلى الله عليه وسلم فكانا يقرآن بها فقاما ذات ليلة يصليان فلم يقدرا منها على حرف فاصبحا غاديين على رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرا ذلك له فقال: انها مما نسخ فالهيا عنها(۴۰)

''دو شخصوں نے ایک سورۃ پڑھی جو خود رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھائی تھی۔ وہ دونوں (نماز میں) اس سورۃ کو پڑھا کرتے تھے۔ ایک رات وہ دونوں نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو اُن کو اس سورت کا ایک حرف تک یاد نہ آیا۔ صبح سویرے ہی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے شب کا ماجرا بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سورۃ منسوخ شدہ قرآن میں تھی، لہٰذا تم اس کی طرف سے بے فکر ہو جاؤ''۔

نسخ کی مذکورہ بالا صورت کے عقلی جواز کے باوجود قرآن مجید میں اس کے وقوع کی کسی مستند ذریعے سے کوئی معین مثال نہیں ملتی۔ اس ضمن میں جو روایات مروی ہیں وہ زیادہ تر خبر احاد کا درجہ رکھتی ہیں جو ظنی الدلالۃ ہوتی ہیں اور جن سے قرآن حکیم پر ترمیم واضافہ غیر درست ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ زرکشی نسخ کی اس قسم کے متعلق لکھتے ہیں:

وحكى القاضى ابوبكر فى الانتصار عن قوم انكار هذا القسم، لان الاخبار فيه اخبار احاد، ولا يجوز القطع على انزال قرآن و نسخه باخبار احاد لا حجة فيها(۴۱)

---

۴۰) الاتقان، ج۲، ص ۳۱

۴۱) البرهان، ج۲، ص ۳۹، ۴۰۔ نیز دیکھئے تفسیر المنار، ج۲، ص ۱۵۴ و مباحث فی علوم القرآن، صبحی صالح، ص ۲۶۲ و ما بعد

''قاضی ابو بکر نے ''الانتصار'' میں ذکر کیا ہے کہ کچھ علماء نے نسخ کی اس قسم کا انکار کیا ہے' کیونکہ اس بارے میں جو روایات ملتی ہیں وہ صرف اخبار احاد ہی ہیں اور قرآن مجید کی کسی آیت کے نزول یا اس کے نسخ کے سلسلے میں خبر واحد کی وجہ سے کوئی قطعی حکم نہیں لگایا جا سکتا''۔

درحقیقت نسخ کی یہ (مذکورہ بالا) قسم نیز اس قسم کا (کہ جس میں آیت کریمہ کی صرف تلاوت منسوخ ہوگئی ہو' اس کا حکم باقی ہوگا) تعلق نسخ سے نہیں بلکہ ''انساء'' سے ہے۔

نسخ کی دوسری قسم وہ ہے جس میں آیت کا حکم منسوخ ہو گیا ہو مگر اس کی تلاوت باقی ہو۔ اس قسم کی منسوخ آیات کے بیان میں علماء نے مستقل کتابیں تالیف کی ہیں۔ اگرچہ متقدمین نے اس قسم کی منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو تک بتلائی ہے' کیونکہ ان کے نزدیک نسخ کا مفہوم زیادہ وسیع تھا' چنانچہ وہ عموم کی تخصیص اور مطلق کی تقیید کو بھی نسخ کہا کرتے تھے' جبکہ متاخرین کے نزدیک آیات منسوخۃ الحکم کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ چنانچہ قاضی ابوبکر بن العربی نے پانچ صد آیات کے بجائے ڈیڑھ صد آیات کو منسوخ قرار دیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی اس تعداد کو مزید گھٹا کر بیس تک لے آئے ہیں اور ان کو اشعار میں بھی نظم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

قد اکثر الناس فی المنسوخ من عدد   وادخلوا فیہ آیا لیس تنحصر

''لوگوں نے منسوخ آیات کی تعداد بہت بڑھا کر اس میں بے شمار آیتیں داخل کر دی ہیں''۔

وھاک تحریر آی لا مزید لھا   عشرین حررھا الحذاق والکبر

''اور یہ ان آیتوں کی تحریر ہے جن پر کوئی آیت زائد نہیں' صرف بیس آیتوں کو دانا اور بزرگ علماء نے منسوخ لکھا ہے''۔

آی التوجہ حیث المرء کان وان   یوصی لاھلیہ عند الموت محتضر

''(ایک) آیت توجہ کہ جس طرف آدمی منہ کرے جائز ہے اور (دوسری آیت) وصیت بوقت جان کنی''۔

وحرمة الأكل بعد النوم مع رفث　　وفدية لمطيق الصوم مشتهر

''(تیسری آیت) روزہ میں سو رہنے کے بعد پھر سحر کھانے اور عورتوں سے اختلاط کرنے کی حرمت اور (چہارم) روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوئے فدیہ دینا''۔

وحق تقواه فی ما صح فی اثر　　وفی الحرام قتال للاولی کفروا

''(پنجم) خدا سے اس طرح ڈرنا جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور (ششم) ماہ حرام میں کفار سے جنگ کرنا''۔

والاعتداد بحول مع وصيتها　　وان يدان في حديث النفس والفكر

''(ہفتم) ایک سال تک بیوہ عورت کی عدت اور اس کے واسطے وصیت اور (ہشتم) یہ کہ انسان کا غور وفکر اور حدیث النفس کے متعلق بھی مؤاخذہ ہوگا''۔

والحلف والحبس للزانی وترک اولی　　كفروا شهادهم والصبر والنفر

''(نہم) حلف (دہم) زانی کو قید کرنا (یازدہم) کافروں کو چھوڑ دینا اور ان کی گواہی نہ لینا (دوازدہم) صبر کرنا (سیزدہم) جنگ کے لئے آمادہ ہونا''۔

ومنع عقد لزان او لزانية　　وما على المصطفى فی العقد محتظر

''(چہاردہم) زانی مرد اور زانیہ عورت کے عقد کی ممانعت (پانزدہم) محمد مصطفیٰ ﷺ پر عقد کے بارے میں کوئی بندش نہ ہونا''۔

ودفع مهر لمن جاءت وآية　　نجواه كذلك قيام الليل مستطر

''(شانزدہم) جس عورت نے بدی کی ہو اُس کا مہر دینا (ہفت دہم) آیت نجویٰ (ہشت دہم) قیام اللیل کا حکم''۔

وزید آیة الاستئذان من ملکت　　وآیة القسمة الفضلی لمن حضروا

''(نہ دہم) استیذان کی آیت (بستم) قسمۃ (تقسیم) کی آیت بھی زائد کی گئی ہے۔[۴۲]

باقی رہا یہ کہ حکم رفع کر کے تلاوت باقی رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ تو اس کا جواب دو وجوہ سے دیا گیا ہے۔

---

۴۲) الاتقان فی علوم القرآن' ج ۲' ص ۲۸.

(اوّل) قرآن مجید کی تلاوت جس طرح اس سے حکم معلوم کر کے اس پر عمل کرنے کے واسطے کی جاتی ہے اسی طرح قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے اس کی تلاوت بغرضِ حصول ثواب بھی کی جاتی ہے۔ لہٰذا اس حکمت کے پیش نظر تلاوت باقی رہنے دی گئی۔

(دوم) تلاوت کو اس سبب سے باقی رکھا گیا کہ وہ انعام ربانی اور رفع مشقت کی یاددہانی کرے، یعنی بندوں کو یاد دلائے کہ خداوند کریم نے ان پر انعام فرما کر انہیں ان محنتوں سے بچا دیا ہے۔ (۴۳)

بقیہ: مسئلہ تقلید، اجماع اور قیاس......

جہالت پر، کیونکہ شریعت اسلامیہ نے کفر و ایمان، شرک و توحید کے درمیان فرق کیا ہے۔ ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ دین کا اتنا حصہ ضرور سیکھے جس کے ساتھ وہ شرک و کفر اور اجتہاد کے درمیان فرق کر سکے۔

سوال (۱۲) : کیا لوگ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید کے محتاج ہیں یا نہیں؟ اور جس مسئلہ میں نص نہ ہو اس میں تقلید گمراہی ہے یا نہیں؟

جواب : اس کا جواب ویسا ہی ہے جیسا ہم نے پہلا تفصیلاً لکھا ہے کہ غیر مجتہد محتاج ہے مجتہد کی تقلید کی طرف اور مجتہد کی تقلید خواہ غیر منصوص مسئلہ میں ہو یا نص کے سمجھنے میں ہو جائز ہے، یہ تقلید گمراہی کی طرف مفضی نہیں ہے، بلکہ اس کا گمراہی سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کا سوال ہے۔

(بشکریہ ''دارالعلوم'' دیوبند)

---

۴۳) الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۳۹